بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل شب قدر

جمع وترتیب
محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا. اَمَّا بَعْدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۚ (سورۃ القدر)

ترجمہ: ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا ہے، اور آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جس میں فرشتے اور روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) اپنے رب کی اجازت سے ہر حکم کو لے کر اُترتے ہیں، یہ رات سراپا سلامتی ہے، جو صبح ہونے تک رہتی ہے۔

مَن قامَ ليلةَ القدرِ إيمانًا واحتِسابًا غُفِرَ لهُ ما تقدَّمَ من ذنبِهِ۔ (نسائی)

ترجمہ: جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید کے ساتھ قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔ (بخاری: ۲۰۲۵)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔

تمہید

اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کیا جائے اتنا کم ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں رمضان کا یہ مبارک محترم مہینہ اور اس مہینہ کا آخری عشرہ اور اس میں طاق راتیں اور ان میں شب قدر رحمت مغفرت اور بخشش کے طور پر عطا فرمایا۔

یہ آخری عشرہ پورے رمضان کا عطر ہے اور نچوڑ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس آخری عشرہ کو ایسی خصوصیات اور فضائل سے نوازا ہے کہ سارے سال پھر ایسے ایام دوبارہ آنے والے نہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی اپنے بندوں کو رمضان المبارک کے بابرکت مہینے سے نواز کر، موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ عبادت کے ذریعے اپنے رب کا مطیع وفرمانبردار بن جائے، اپنے رب سے وابستہ ہوجائے، اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کرے اور خود کو جہنم کی آگ سے آزاد کرا لے؛ چنانچہ رمضان کے مہینے کا ہر لمحہ مسلمانوں کے لیے مبارک اور قیمتی وقت ہے، ماہ رمضان میں ایک سنت اور نفل کا ثواب، غیر رمضان کے ایک فرض کے برابر ہے؛ جب کہ ایک فرض کا ثواب، رمضان کے علاوہ کے ۷۰ فرضوں کے برابر ہے، رمضان ہی کی مبارک راتوں میں تراویح جیسی عبادت کا سنہرا موقع ملتا ہے۔

آخری عشرہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

یوں تو رمضان کا پورا مہینہ دیگر مہینوں میں ممتاز اور خصوصی مقام کا حامل ہے، لیکن رمضان شریف کے آخری دس دنوں (آخری عشرہ) کے فضائل اور بھی زیادہ ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وطاعت، شب بیداری اور ذکر وفکر میں اور زیادہ منہمک ہوجاتے تھے۔ احادیث میں ذکر ہے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ. کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنا مجاہدہ کیا کرتے تھے جتنا دوسرے دنوں میں نہیں کیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۲۷۸۸) سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد میں بھی اسی مفہوم کی احادیث مروی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے اخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات دیگر ایام کے مقابلہ میں بڑھ جاتے تھے۔

دیگر احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی تفصیلات ملتی ہیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. کہ جب آخری

عشرہ شروع ہوجاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بیدار رہتے اور اپنی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں بھی جگاتے تھے۔(صحیح مسلم:۲۷۸۷) شعب الایمان بیہقی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ مہینہ ختم ہونے سے پہلے بستر پر نہیں آتے تھے۔(حدیث:۳۴۷۱)

راتوں کو اٹھ کر عبادت کرنے کا معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ہمیشہ ہی تھا، لیکن رمضان میں آپ کمر کس کر عبادت کے لیے تیار ہوجاتے اور پوری پوری رات عبادت میں گزارتے۔

دوسرا خصوصی معمول جس کا ذکر حدیث میں ہے وہ ہے اپنے اہل خانہ کو رات میں عبادت کے لیے جگانا، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو سارا سال ہی جگایا کرتے تھے، لہٰذا رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ جگانے کے ذکر کا صاف مطلب یہی ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گھر والوں کو باقی سارے سال کی بہ نسبت جگانے کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

شب قدر کی حقیقت

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی سب سے اہم فضیلت وخصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی رات پائی جاتی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے اور اسی رات کو قرآن مجید جیسا انمول تحفہ دنیائے انسانیت کو ملا، اللہ سبحانہ وتعالی نے اس رات کی فضیلت میں پوری سورۃ نازل فرمائی، ارشاد ہوا: ”ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح (جبریل) اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

ایک دوسری آیت میں اس کو مبارک رات کہا گیا ہے، ارشاد ہے: ”قسم ہے اس کتاب کی جو حق کو واضح کرنے والی ہے۔ ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے۔(الدخان:۲)

چناں چہ شب قدر کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں (یعنی کم وبیش تراسی سال) کی عبادت سے زیادہ ہے، نیز اسی رات اللہ تعالی نے قرآن مجید کو یکبارگی لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل فرمایا اور پھر اس کے بعد نبوت کی ۲۳ سالہ مدت میں حسب ضرورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ انھیں آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس رات کو ملائکہ نزول کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سال بھر

کے تقدیر کے فیصلے فرشتوں کے حوالے فرمادیتے ہیں تاکہ وہ اپنے اپنے وقت پر ان کی تکمیل کرتے رہیں، اس رات میں فرشتوں کا نزول بھی رحمت وبرکت کا سبب ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

لیلۃ القدر کا مطلب ہے قدر اور تعظیم والی رات ہے یعنی ان خصوصیتوں اور فضیلتوں کی بنا پر یہ قدر والی رات ہے، یا پھر یہ معنی ہے کہ جو بھی اس رات بیدار ہو کر عبادت کرے گا وہ قدر وشان والا ہوگا، تو اللہ تعالی نے اس رات کی جلالت ومنزلت اور مقام ومرتبہ کی بنا پر اس کا نام لیلۃ القدر رکھا کیونکہ اللہ تعالی کے ہاں اس رات کی بہت قدر ومنزلت ہے۔

قدر کے ایک معنی تنگی کے بھی ہیں، چونکہ اس رات میں فرشتے بہت بڑی تعداد میں اترتے ہیں تو یہ زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ پڑ جاتی ہے، اس لیے بھی اس کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

اس امت کو شب قدر عطا فرمانے کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ یہ ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے؟ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے پچھلی امتوں کے عابدین کا ذکر فرمایا اور یہ فرمایا کہ ان کی عمریں بڑی لمبی لمبی ہوتی تھیں، خود قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے: فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاماً (سورۃ العنکبوت: آیت ۱۴)

یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی عمر نوسو پچاس سال ہوئی، ان کے علاوہ اور امتوں کے لوگوں کی عمریں بھی لمبی لمبی ہوتی تھیں، کسی کی عمر پانچ سو سال ہوئی، کسی کی عمر سات سو سال ہوئی، کسی کی عمر ہزار سال ہوئی، جب صحابہ کرامؓ کے سامنے ان کی عمروں کا ذکر آیا تو صحابہ کرام نے اپنی حسرت کا اظہار فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لمبی لمبی عمروں والے لوگ تھے اور جتنی لمبی عمر ہوئی اتنی ہی ان کی عبادت کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا زیادہ موقع ملا، جس کے نتیجے میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے دامن بھر لیے، کیوں کہ ساری عمر عبادت میں گزاری تو ان کی نمازوں کی تعداد زیادہ ہوئی، روزوں کی تعداد زیادہ ہوئی، ذکر وتسبیح کی تعداد زیادہ ہوئی، اور ہماری عمریں تو کم ہیں، ہم کتنی بھی عبادتیں کر لیں، پھر بھی ان کے برابر نہیں پہنچ سکتے جن کی عمریں لمبی ہوئیں، کیاں ہم ان سے پیچھے رہ جائیں گے؟ اس پر اللہ جل شانہ نے یہ سورۃ قدر نازل فرمائی جس میں بتادیا کہ اے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم گھبراؤ نہیں، بیشک تمہاری عمریں ان لوگوں کے مقابلے میں کم ہیں، لیکن ہم تمہیں ایک رات ایسی دے دیتے ہیں کہ اگر اس رات میں عبادت کر لوگے تو وہ ایک

رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہوگی۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا حال ذکر کیا جو ایک ہزار مہینے تک مسلسل مشغول جہاد رہا، کبھی ہتھیار نہیں اتارے، مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا، اس پر سورۃ قدر نازل ہوئی جس میں اس امت کے لئے صرف ایک رات کی عبادت کو اس مجاہد کی عمر بھر کی عبادت یعنی ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا ہے اور ابن جریر نے بروایت مجاہد ایک دوسرا واقعہ یہ ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد کا یہ حال تھا کہ ساری رات عبادت میں مشغول رہتا اور صبح ہوتے ہی جہاد کے لئے نکل کھڑا ہوتا دن بھر جہاد میں مشغول رہتا، ایک ہزار مہینے اس نے اسی مسلسل عبادت میں گزار دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ قدر نازل فرما کر اس امت کی فضیلت سب پر ثابت فرما دی، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ (مظہری)

یہاں اللہ تعالیٰ نے ''خیر'' کا لفظ استعمال فرمایا، عربی جاننے والے جانتے ہیں کہ خیر کے معنیٰ ہیں ''بہت بہتر''۔ دیکھئے! دو چیزوں کے درمیان ایک انیس بیس کا فرق ہوتا ہے، اس موقع پر ''خیر'' کا لفظ نہیں بولا جاتا اور یہ نہیں کہا جائے گا ''بیس، انیس'' کے مقابلے میں ''خیر'' ہے، لیکن جب دو چیزوں میں زمین وآسمان کا فرق ہو تو اس وقت ''خیر'' کا لفظ بولا جاتا ہے، جیسے یوں بولا جاسکتا ہے کہ ''آسمان'' زمین سے خیر ہے۔

لہٰذا قرآن کریم نے یہ جو فرمایا کہ: لیلۃ القدر خیر من الف شھر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینے کے برابر ہے، نہ یہ معنی ہیں کہ وہ رات ایک ہزار مہینے کے برابر ہے، بلکہ یہ رات ایک ہزار مہینے سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کا حساب ہم نہیں کرسکتے۔ (اصلاحی خطبات)

شب قدر کب ہے؟

اللہ جل شانہ کی حکمت ہے کہ اتنی بڑی نعمت اگر ویسے ہی دیدی جاتی تو ناقدری ہوتی، اس لیے فرمایا کہ اس نعمت کے حصول کے لیے تھوڑی سی تکلیف بھی اٹھاؤ، وہ یہ کہ ہم تمہیں یہ نہیں بتاتے کہ یہ شب قدر کون سی رات میں ہے؟ البتہ اتنا بتادیتے ہیں کہ یہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے یعنی اکیسویں شب، تیئیسویں شب، پچیسویں شب، ستائیسویں شب، اور انتیسویں شب میں سے کسی ایک رات میں یہ شب قدر آتی ہے، اور یہ بھی ضروری نہیں کہ اگر ایک سال شب قدر پچیسویں شب میں آئے تو آئندہ سال بھی پچیسویں شب میں آئے گی بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک سال یہ رات اکیسویں شب میں آئے، دوسرے سال پچیسویں شب میں آجائے اور تیسرے سال ستائیسویں شب میں آجائے، مختلف راتوں میں بدل سکتی ہے، لہٰذا اگر شب قدر کو پانا ہے اور اس کی فضیلت حاصل کرنی ہے تو پھر

ان پانچوں راتوں میں جاگنے کا اہتمام کریں، اتنی بڑی فضیلت حاصل کرنے کے لیے ان پانچ راتوں میں جاگ لینا کوئی بڑی بات نہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت سفیان ابن عیینہؒ کی روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **فاطلبوها في الوتر منها** (مسلم: ۱۱۶۵) یعنی شب قدر کو رمضان کے عشرۂ اخیر کی طاق رات میں تلاش کرو۔

شب قدر کو پوشیدہ رکھنے میں حکمتیں

علمائے کرام نے شب قدر کے پوشیدہ ہونے کی بعض حکمتیں بیان فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں:

اگر شب قدر کو ظاہر کر دیا جاتا تو کوتاہ ہمت لوگ اسی رات کی عبادت پر اکتفا کر لیتے اور دیگر راتوں میں عبادات کا اہتمام نہ کرتے اب لوگ آخری عشرے کی پانچ راتوں میں عبادت کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں۔

شب قدر ظاہر کر دینے کی صورت میں اگر کسی سے یہ شب چھوٹ جاتی تو اسے بہت زیادہ حزن وملال ہوتا اور دیگر راتوں میں وہ دلجمعی سے عبادت نہ کر پاتا۔ اب رمضان کی پانچ طاق راتوں میں سے دو تین راتیں اکثر لوگوں کو نصیب ہو ہی جاتی ہیں۔

اگر شب قدر کو ظاہر کر دیا جاتا تو جس طرح اس رات میں عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ہے، اسی طرح اس رات میں گناہ بھی ہزار درجہ زیادہ ہوتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس رات کو پوشیدہ رکھا تاکہ اس شب میں عبادت کریں وہ ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ اجر وثواب پائیں اور اپنی جہالت وہ کم نصیبی سے اس شب میں بھی گناہ سے باز نہ آئیں تو انہیں شب قدر کی توہین کرنے کا گناہ نہ ہو۔

جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملتا ہے۔

رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ جل جلالہ ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں، اس صورت میں تفاخر کا موقع زیادہ ہے کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال پر رات بھر جاگتے ہیں، اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہوسکتی ہیں، ممکن ہے جھگڑے کی وجہ سے اس رمضان المبارک میں تعیین بھلا دی گئی ہو، اور اس کے بعد مصالح مذکورہ یا دیگر صالح کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے تعیین چھوڑ دی گئی ہو۔

تعین اٹھا لیے جانے کی وجہ

حضرت عبادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اس لیے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع دیں، مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لیے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی اطلاع دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تعین میرے ذہن سے اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ (بخاری)

لڑائی جھگڑے کا اثر

اس مبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا کس قدر برا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ پاک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک سے شب قدر کی تعیین اٹھالی، یعنی کس رات کو شب قدر ہے مخصوص کرا کے اس کا علم جو دے دیا گیا تھا وہ قلب سے اٹھا لیا گیا، اگر چہ بعض وجوہ سے اس میں بھی امت کا فائدہ ہو گیا، جیسا کہ ذکر ہوا، لیکن سبب آپس کا جھگڑا بن گیا، جس سے آپس میں جھگڑے کی مذمت کا پتہ چلا۔

شب قدر کی دعا

عَنْ عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيُّ لَيْلَةٍ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ قُوْلِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ (ابن ماجه: ۳۸۵۰)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایئے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ فلاں رات کو شب قدر ہے تو میں کیا دعا کروں، آپ نے فرمایا یہ دعا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ، اے اللہ آپ بے شک بہت معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں مجھے معاف فرما دیجیے۔

شب قدر کی دو اہم علامتیں

شب قدر کی دو اہم علامتیں کتب احادیث میں مذکور ہیں: ایک یہ کہ رات نہ بہت زیادہ گرم اور نہ بہت زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور دوسری علامت یہ ہے کہ شب قدر کے بعد صبح کو سورج کے طلوع ہونے کے وقت سورج کی شعاعیں یعنی کرنیں نہیں ہوتی ہیں۔

شبِ قدر کے فضائل

قرآن کریم میں اس رات کی چار فضیلتیں بیان کی گئی ہیں (۱) اس رات میں قرآن پاک نازل ہوا (۲) یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے (۳) اس رات میں فرشتے اترتے ہیں (۴) اس رات میں صبح صادق تک خیر و برکت اور امن و سلامتی کی بارش ہوتی ہے۔

اس رات کی فضیلت و اہمیت کے متعلق متعدد احایث کتب احادیث میں موجود ہیں:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) کھڑے ہونے کا مطلب: نماز پڑھنا، تلاوتِ قرآن اور ذکر وغیرہ میں مشغول ہونا ہے، ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ شہرت اور دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ خالص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے عمل کرنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا سارے ہی خیر سے محروم رہ گیا، اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقۃً محروم ہی ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک روایت میں ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور ان تمام لوگوں کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو (اس رات) میں کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے ذکر اللہ میں مصروف ہوں (البیہقی فی شعب الایمان: ۳۷۱۷) ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں وہ فرشتوں کے جُھرمٹ میں زمین پر اترتے ہیں، وہ فرشتے ہر اس بندے کو سلام کرتے ہیں جو کھڑا ہوا یا بیٹھا ہوا ذکر اللہ میں مشغول ہو، ان لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے، جبرئیل ان فرشتوں سے کہتے ہیں بس اب چلو، فرشتے پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا جبرئیل کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے معاف کر دیا ہے، سوائے چار شخصوں کے (۱) عادتاً شراب پینے والا (۲) والدین کا نافرمان (۳) قطع رحمی کرنے والا (۴) کینہ پرور (البیہقی فی شعب الایمان: ۳۶۹۵) اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جو اس سورت میں بیان ہوئی ہے کہ ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے گویا ایک رات کی عبادت تراسی سال کی عبادت سے بھی بہتر ہے، پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، کتنی بہتر ہے دوگنی چوگنی، دس گنی، سوگنی وغیرہ سب

احتمالات ہیں بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں عبادت کے لیے ایمان واخلاص کے ساتھ کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوگئے۔(بخاری:۳۵، مسلم:۷۶۰)

شب قدر کی عبادت

رہی یہ بات کہ ان راتوں میں کون سی عبادت کرنا زیادہ بہتر ہے، اس سلسلے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس رات میں سب سے بہتر عبادت نفلیں پڑھنا ہے کیوں کہ اکثر روایات میں قیام کی فضیلت آئی ہے اور قیام نفلوں میں ہوتا ہے، حضرت سفیان ثوریؒ کی رائے یہ ہے کہ اس رات میں دعا کی عبادت زیادہ بہتر ہے کیوں کہ اس رات میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ الصدیقہؓ کو دعا کی تلقین فرمائی تھی ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو میں کیا دعا مانگوں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دُعا مانگو: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي اے اللہ آپ بے شک بہت معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں مجھے معاف فرمادیجئے، ابن رجب حنبلیؒ کہتے ہیں کہ صرف دعا ہی پر اکتفا نہ کرے، بلکہ مختلف عبادتوں میں جمع کرنا افضل ہے تلاوت، نماز، دعا، تسبیحات وغیرہ میں مشغول رہے، کیوں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات میں یہ تمام عبادات منقول ہیں (فضائل اعمال:۶۱۲)

بہتر طریقہ عبادت

بعض لوگ اس رات کے لمحات کو فضول گنوادیتے ہیں، بعض لوگ اس کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ رات نیک کاموں میں گزرے لیکن حقیقت میں نیکی کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا، یہ رات تو اللہ تعالیٰ نے اس لیے بنائی کہ بندہ خلوت اور تنہائی میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنے رب کے سامنے عرض معروض کرے، اس رات میں سب سے اچھی عبادت یہ ہے کہ آدمی لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ نوافل پڑھے، ان نوافل میں لمبا قیام کرے، لمبا رکوع کرے، لمبا سجدہ کرے اور رکوع اور سجدے میں مسنون دعائیں مانگے۔

دوسرے نمبر پر تلاوت کرے، تیسرے پر ذکر اور تسبیح پڑھے۔ مثلاً سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی تسبیح پڑھے، تیسرا کلمہ پڑھے، درود شریف پڑھے، استغفار کی تسبیح کرے اور چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے یہ تسبیحات زبان پر جاری رہیں، اگر کسی کام میں بھی مشغول ہو تو اس وقت بھی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے، اور اس رات میں دعائیں کریں، کیوں کہ ان راتوں میں خاص طور پر اللہ تعالی کو دعائیں بہت پسند ہیں، اس لیے اپنی تمام حاجتیں اللہ تعالیٰ سے مانگو، اگر دنیا کی حاجت بھی مانگو تو اس پر بھی ثواب ملے

گا، مثلاً یہ دعا کررہے ہیں کہ یا اللہ! میرا قرض ادا کرادے، یہ دنیا کی حاجت ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس پر بھی ثواب عطا فرمائیں گے، یا مثلاً آپ یہ دعا کررہے ہیں کہ اے اللہ! مجھے رزق دیدے اور حلال روزگار دیدے، یہ دنیا کی حاجت ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس پر بھی ثواب عطا فرمائیں گے، بہرحال یہ رات ان کاموں کے لیے ہے۔

یہ تنہائی میں گزارنے کی رات ہے

یہ رات اس کام کی ہے کہ آدمی گوشہ تنہائی میں بیٹھا ہوا ور وہ ہو اور اس کا اللہ ہو اور اللہ جل شانہ کے ساتھ تعلق قائم کیا ہوا ہو، اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور عرض معروض کررہا ہو، یہ ہے اس رات کا صحیح مصرف، اس رات میں لوگوں نے اپنی طرف سے میلے ٹھیلے بنادیئے ہیں، اس سے پرہیز کرو اور اس کے ایک ایک لمحے کو غنیمت سمجھو اور تنہائی میں عبادت کرنے کی کوشش کرو۔

بہرحال! اس طرح یہ بقیہ راتیں گزارنے کی ضرورت ہے، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ان راتوں میں عبادت کی توفیق دیدے تو معلوم نہیں کہ کس کس کا بیڑہ پار ہوجائے، لہٰذا ان راتوں میں اپنے دنیا کے مقاصد، دین کے مقاصد، معیشت کے مقاصد، ملک وملت اور قوم کے مقاصد، یہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کردو اور دعا کرو کہ یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ہمارے حالات کی اصلاح فرمادے۔ اگر اس طرح ہم نے یہ راتیں گزار لیں تو پھر انشاء اللہ یہ رمضان بھی مبارک، یہ راتیں بھی مبارک، اس کی دعا بھی مبارک۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کا ایک ایک لمحہ صحیح مصرف میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العلمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔